إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵۸۵

اللہ اکبر

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر: غلام نبی

فی پرچہ ۱؍

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند عہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲ عہ

ترسیل زر بنام منیجر الفضل ہو

نمبر ۴۴ | مورخہ ۹ ؍ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۹ ہجری | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ مورخہ ۷ ؍ اکتوبر کو صبح کے وقت خفیف سے حرارت تھی۔ لیکن جلدی ہی افاقہ ہو گیا احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا جاری رکھیں ؞

جلسہ سیرت نبوی کے لئے نوٹ چھپکر آ گئے ہیں۔ احباب لیکچروں کی تیاری میں لگ جائیں۔ نوٹوں کا حجم ۶۸ صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ قیمت پونے چار آنے مع محصول ڈاک۔ احباب ٹکٹیں بھیجکر یا بذریعہ وی پی مطلوبہ تعداد بہت جلد منگوالیں ؞

الفضل کے خاتم النبیّین نمبر کیلئے درخواستیں آ رہی ہیں

بہ تعمیل ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ

خاتم النبیّین نمبر کی اشاعت تیس ۳۰ ہزار ہو

احباب کرام کی طرف سے دھڑا دھڑ درخواستیں وصول ہو رہی ہیں۔

(۱) جماعت احمدیہ فیروزپور سٹی نے لکھا ہے۔ کہ ہمیں ۵۰۰ پرچہ بھجوایا جائے ؞

(۲) جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے اطلاع دی ہے۔ کہ ہمیں ۲۵۰ پرچہ بھیجدیں ؞

(۳) ایک صاحب نے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ایک ہزار ۱۰۰۰ پرچہ لیں گے۔ اور شہر بہ شہر پھر کر فروخت کرینگے بالعموم زود فروم۔ وقت بہت کم ہے۔ اس لئے باقی شہروں کے دوست بھی جلد مطلوبہ تعداد سے اطلاع بخشیں۔ لکھنؤ۔ دہلی۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ لاہور۔ امرتسر کے آرڈروں کا انتظار ہے۔ سو سے زائد خریداران کو ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جائیگا۔ خاص نمبر انشاء اللہ نہایت اعلیٰ ہو گا۔ تجارت پیشہ اصحاب جلد اپنے اشتہارات بھیجیں ؞

امریکن مشن کی سہ ماہی رپورٹ

رسالہ مسلم سنرائز کا اجراء اور نومسلمین پچاس کا اضافہ

بے حد مصروفیت کی وجہ سے گذشتہ تین ماہ کے دوران میں اخبار الفضل میں کوئی تبلیغی رپورٹ نہیں بھیج سکا۔ اس لئے اب اکٹھی سہ ماہی رپورٹ ارسال کر رہا ہوں۔ و باللہ التوفیق۔

ماہ جون کا اکثر حصہ میں نے شہر انڈیاناپولیس میں گذارا۔ برادرم ڈاکٹر محمد یوسف خانصاحب نے مجھے لکھا تھا۔ کہ وہاں کچھ لوگ نئے مسلمان ہونیوالے ہیں۔ آپ وہاں جاکر ان کو داخل اسلام کریں چنانچہ میں وہاں پہنچ گیا۔ برادرم یوسف خانصاحب بھی ایک یوم کے لئے آئے تھے۔ ہم دونوں نے تقریریں کیں۔ ۲۳ اصحاب داخل اسلام ہوئے۔ اس شہر میں نہایت مخلص و منظم جماعت پہلے بھی موجود ہے۔ میں نے تقریباً تین ہفتے اس شہر میں قیام کیا۔ اور نومسلموں کی تعلیم و تربیت و تنظیم کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس شہر میں ہماری جماعت کافی بڑی ہو گئی ہے۔ اور ہر لحاظ سے روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ یہ رپورٹ بھی میں اسی شہر سے تحریر کر رہا ہوں۔ اور میرے دوبارہ یہاں آنیکی غرض بھی ان نومسلموں کی تعلیم و تربیت ہے۔ میں ہر رات ان سب کو جمع کر کے نماز سکھاتا ہوں۔ اور ارادہ ہے۔ کہ دو تین ہفتے اور یہاں رہکر ان کو پوری نماز سکھاؤں۔ تاکہ ایک بہت بڑی ذمہ واری سے سبکدوش ہو سکوں ان نومسلموں نے سلسلہ کی اکثر انگریزی کتب خریدی ہیں۔ میں نے ان کے لئے ایک کورس مقرر کر دیا ہے۔ اور اب یہ لوگ اسلام و احمدیت کی گہری واقفیت حاصل کر رہے ہیں۔ آج سے ایک سال قبل جب میں نے یہاں آکر جماعت قائم کی تھی۔ تو اس وقت حالات نہایت تاریک تھے۔ اور صرف ۹ یا ۱۰ اشخاص شامل جماعت تھے۔ لیکن اس وقت یہاں جماعت کے ۶۵ ممبر ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ماہ جون کے اخیر میں میں اپنے مرکز یعنی شکاگو میں واپس آیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اعلاء کلمۃ اللہ کے بہت عمدہ مواقع پیدا کئے۔ شکاگو میں میری رہائش۔ دفتر۔ میل ملاپ۔ تقریر و تبلیغ سب کچھ گوروں میں ہے۔ مگر فرصت کے وقت اور موقع نکال کر کبھی کبھی کالوں میں بھی چلا جاتا ہوں۔ میرے وقت میں بھی کچھ کالے شکاگو میں مسلمان ہوئے تھے۔ اور کچھ پہلے بھی تھے۔ مگر ان کی تنظیم کوئی نہ تھی۔ اب ایک صاحب داخل اسلام و احمدیت ہوئے ہیں۔ جو اسلام کے متعلق کافی واقفیت رکھتے ہیں۔ وہ جلسہ کیا کرتے ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں میں نے ان جلسوں میں کثرت سے تقریریں کیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات و معجزات بیان کئے۔

مرکز کے ساتھ تعلق کی ضرورت اچھی طرح ان کے ذہن نشین کی۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں بعون اللہ تعالیٰ ۲۷ کس نئے داخل اسلام و احمدیت ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو حقیقی ایمان و استقامت عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

گوروں کی سوسائٹیوں میں گو تقریریں کثرت سے نہیں ہوئیں۔ مگر تبلیغ کے بعض نہایت ہی دلچسپ مواقع پیش آئے۔ اور اسلام کا بول بالا ہوا۔ ایک تقریر شکاگو یونیورسٹی میں ہوئی۔ سامعین میں یونیورسٹی کے بہت بڑے بڑے پروفیسر بھی موجود تھے۔

گذشتہ رپورٹ میں لبرل سائنس انسٹی ٹیوٹ کا ذکر کیا تھا۔ اور لکھا تھا۔ کہ ان لوگوں نے مجھ سے خواہش کی ہے۔ کہ وہاں ایک مناظرہ کروں چنانچہ ماہ جولائی میں الوہیت مسیح پر باقاعدہ مناظرہ قرار پایا۔ میرے مقابلہ میں شکاگو کے ایک بہت بڑے پاسٹر تھے۔ مولیٰ کریم کا خاص فضل تھا کہ ناچیز کو فتح مبین عطا کی۔ مدمقابل پادری صاحب بالکل مبہوت ہوئے اور انکو بہت خجل ہونا پڑا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً۔

اسی کلب میں اس کے علاوہ اور بھی لیکچر دئے وہاں اللہ تعالیٰ نے بہت اچھا اثر پیدا کیا۔ وہ لوگ آئندہ بھی مجھ سے لیکچر دینے اور مناظرہ کرنے کی خواہش کر رہے ہیں۔

گذشتہ چند مہینوں کی مساعی کے نتیجہ میں عرصہ زیر رپورٹ میں شکاگو کے چار زبردست اخبارات دی شکاگو ڈیلی نیوز۔ دی شکاگو ڈیلی ٹائمز۔ دی ہیرلڈ اینڈ ایگزیمینر اور دی شکاگو ڈیفنڈر میں نہایت شاندار الفاظ میں مشن کے متعلق نوٹس شائع ہوئے جن میں سلسلہ کے خصوصی عقاید کا بھی ذکر تھا۔ اور دو اخبارات میں خاکسار کی تصویر بھی شائع ہوئی الحمد للہ ثم الحمد للہ

عرصہ زیر رپورٹ میں میں ایک دورہ شہر سینٹ لوئیس کا بھی کر آیا ہوں وہاں بھی بیج بو دیا گیا ہے۔ اور خدا کے فضل سے امید واثق ہے۔ کہ وقت پر اچھا پھل لائے گا۔ اس وقت اس کے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

عرصہ زیر رپورٹ کا سب سے زیادہ دلچسپ کام رسالہ دی مسلم سنرائز کا اجراء ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ سخت مشکلات کے باوجود میں رسالہ کو شائع کر سکا۔ اس رسالہ نے تبلیغ کے دائرہ کو بہت وسیع کر دیا ہے۔ اور مصروفیت بھی بہت بڑھ گئی ہے مگر اب تک مجھے کافی تعداد میں خریداران نہیں ملے۔ اس لئے احباب سے درخواست کرونگا۔ کہ وہ اس نہایت ہی ضروری۔ مفید و بابرکت کام میں پوری ہمت سے میرے ساتھ تعاون فرمائیں اشاعت زیادہ کرنیکے لئے میں نے قیمت بجائے پانچ روپیہ کے صرف تین روپیہ رکھی ہے۔ خریداران پیدا کرنیکے علاوہ انگریزی تعلیمیافتہ احباب مضامین لکھ کر ارسال فرمائیں۔ یہ بھی ایک بہت بڑی خدمت ہو گی۔ نیز رسالہ کی ترقی و کامیابی کے لئے بالالتزام دعا فرمائیں۔ اس رسالہ کی کسی نہ کسی رنگ میں مدد کرنے والوں کیلئے میں خاص طور پر دعا کرتا ہوں۔ کہ مولیٰ کریم ان پر اپنے فضل و سلامتی کی بارش نازل فرمائے۔

بالآخر احباب کرام سے عاجزانہ التجا ہے۔ کہ براہ کرم اپنے خاص اوقات میں دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہوں کو معاف کر کے حقیقی ایمان۔ اعمال صالحہ کی توفیق اور رضاء الٰہی کی زندگی عطا کرے۔ اور اس ملک میں اسلام و احمدیت کو غلبہ حاصل ہو۔

(خاکسار طالب دعا صوفی مطیع الرحمٰن ایم۔ اے)

مبلغین سلسلہ احمدیہ کو ضروری اطلاع

(۱) اندرون ہند میں کام کرنے والے اکثر مبلغین خط و کتابت میں اپنا پتہ نہیں لکھتے۔ حالانکہ بعض اوقات ان کے خطوں میں دریافت طلب امور ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات دفتر سے بعض ہدایات کا جلد سے جلد ان کو پہنچنا لازمی ہوتا ہے۔ ان دونو باتوں میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ تو دفتر کو ان کے تازہ بتازہ ایڈریس کا علم رہنا ضروری ہے۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا مبلغین سلسلہ کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ آئندہ ہر رپورٹ اور ہر خط میں جواب کے لئے اپنا مکمل پتہ لکھتے رہیں۔ وہ مبلغ صاحبان جو عام طور پر سفر میں رہتے ہیں۔ ان کو خصوصیت سے اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

(۲) رپورٹیں ہفتہ وار نہایت باقاعدگی کے ساتھ بھیجی جائیں اور ان فارموں پر لکھی جائیں۔ جو چھپوا کر ہر ایک صاحب کی خدمت میں بھیجے جا چکے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو نہ ملے ہوں۔ تو اطلاع دیں۔ تاکہ بھیجے جائیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

مسلمانان بنگال کا عظیم الشان جلسہ

بذریعہ تار خبر آئی ہے کہ مورخہ ۵ر اکتوبر کو بنگال احمدیہ لیگ کے اہتمام سے زیر صدارت مولوی محبوب الرحمٰن احمد تمام مسلمانان برہمن بڑیہ کا متفقہ جلسہ ہوا جس میں حسب ذیل قراردادیں بالاتفاق منظور ہوئیں (۱) (الف) اس جلسہ کی رائے میں آل انڈیا مسلم کانفرنس دہلی منعقدہ جنوری ۲۹ء کے مطالبات مسلمانوں کے ناقابل تخفیف مطالبات ہیں۔ اور یہ جلسہ اس کانفرنس کے ایگزیکٹو بورڈ کے فیصلہ کی جو سائمن کمیشن کی سفارشات کے متعلق نافذ کیا گیا۔ کامل تائید کرتا ہے (ب) اس جلسہ کے نزدیک نئی دستور اساسی جس میں بنگال اور پنجاب کے مسلمانوں کو تناسب آبادی کی بنا پر نیابت نہ دی جائے مسلمانان ہند کیلئے قابل قبول نہیں ہوگی (۲) یہ جلسہ گول میز کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے بنگالی نمائندوں کی تعداد کے ناکافی ہونے پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ سر عبدالرحیم یا انکی قابلیت کے کسی اور مندوب کو دعوت دیکر اسکی تلافی کیجائے (۳) یہ جلسہ مسٹر لومین انسپکٹر جنرل پولیس بنگال کے قتل اور مسٹر چارلس پولیس کمشنر کلکتہ پر

ناقابلانہ حملے پر اظہار نفرت کرتا ہے اور مسٹر لومین سے مخلصانہ تعزیت اور حکومت بنگال سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ (ب) یہ جلسہ سول نافرمانی کی تحریک کی شدید مذمت کرتا ہے اور دیگر مسلمانوں کو اس سے علیحدہ رہنے کی درخواست کرتا ہے (۴) یہ جلسہ حکومت بنگال سے مطالبہ کرتا ہے:

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

تشدّد کے انسداد سے کانگریس کا تغافل

کیا عدم تشدّد کا اصول ترک کر دیا گیا؟

باوجودیکہ کانگریس کا اصول عدم تشدد ہے۔ مگر جب سے موجودہ تحریک شروع ہوئی ہے۔ تشدد کے بے شمار واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ شولاپور۔ پیمن سنگھ۔ بمبئی۔ وغیرہ مقامات پر فسادات کے علاوہ حال میں پنجاب۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ صوبجات متوسط۔ اور صوبجات متحدہ میں یکے بعد دیگرے تشدد کے جو کئی ایک الم ناک مظاہرے کانگریسیوں کی طرف سے ہو چکے ہیں۔ وہ کچھ کم افسوسناک نہیں۔

بانول احاطہ بمبئی میں قوانین جنگلات کی خلاف ورزی کرنے والوں کو پولیس نے ہتھکڑیاں لگائیں۔ تو لوگوں نے مزاحمت کی۔ اور ملزموں کو زبردستی چھڑائے جانے کی کوشش کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پولیس کو گولی چلانی پڑی۔ جس سے آٹھ آدمی ہلاک ہوئے۔ اور ساٹھ زخمی۔ یہ ستیہ گرہ کانگریس کی ہدایات کے مطابق شروع ہوا۔ اس لئے ہجوم کے تشدد سے کانگریس بری الذمہ نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح صوبجات متوسط میں گونڈوں کی ایک جماعت نے کانگریسی قیدیوں کو زبردستی چھڑانے کی کوشش کر کے پولیس کو گولی چلانے پر مجبور کر دیا۔ تین آدمی زخمی ہوئے۔ اور ایک مارا گیا۔ مگر لوگوں نے پولیس پر سنگساری شروع کر دی جس سے پولیس افسر کی آنکھ پھوٹ گئی۔ اور چونکہ یہ بھی کانگریسی تحریک کے سلسلہ میں ہی ہوا۔ اس لئے اس کی ذمہ واری بھی یقیناً کانگریس پر ہے۔ پھر مراد آباد میں کانگریس کی طرف سے انتخابات پر پکٹنگ کرنے والوں نے ہجوم کے ساتھ ٹاؤن ہال پر ہلہ بول دیا۔ اور تمام ضروری کاغذات تلف کر ڈالے گویا تشدد اور جبر سے انتخابات کو بند کرنے کی کوشش کی۔ پولیس نے پکٹنگ کرنے والوں کو گرفتار کیا۔ تو ہجوم نے حملہ کر دیا اور پولیس پر پتھر برسانے شروع کر دئے۔ اس ہنگامہ میں چالیس آدمی زخمی ہوئے۔ جن میں سے ایک فوت ہو چکا ہے۔ ۲۹ ستمبر کو لاہور میں ایک کانگریسی ہندو نوجوان نے ایک ہندو شراب فروش پر حملہ کر دیا۔ اور اسے بُری طرح زخمی کیا۔ اور ۴ اکتوبر کی صبح کو لاہور میں خان بہادر عبد العزیز سپیشل سپرنٹنڈنٹ۔ سی آئی۔ ڈی۔ پر قاتلانہ حملہ اس سلسلہ کی تازہ ترین کڑی ہے۔

یہ تمام واقعات نہایت ہی افسوسناک ہیں۔ مگر ان سے بھی زیادہ افسوسناک کانگریس کا وہ رویہ ہے۔ جو اس نے ان حالات کے ہوتے ہوئے اختیار کر رکھا ہے۔ کانگریس عدم تشدد کو اپنا اصول قرار دے چکی ہے۔ لیکن اس کے اپنے ہی آدمیوں کے ہاتھوں اس اصول کی اس طرح مٹی پلید ہو رہی ہے۔ مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ نہ ان لوگوں کے افعال کی باقاعدہ طور پر مذمت کی جاتی ہے۔ نہ ان سے اپنی بے تعلقی و بیزاری کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اور نہ ہی انقلاب پسند اور کانگریسی خیال کے نوجوانوں کو ایسے ایسے افعال شنیعہ سے باز رکھنے کے لئے کوئی کوشش کی جاتی ہے۔

۱۹۲۲ء میں گاندھی جی نے سول نافرمانی کی تحریک کو صرف چورا چوری میں تشدد آمیز واقعات کے رونما ہو جانے کی وجہ سے روک دیا تھا اور صرف اسی ایک مقام پر تشدد کو دیکھ کر اعلان کر دیا تھا کہ ہندوستان کی فضا ابھی تک پر امن سول نافرمانی کی تحریک کو جاری کرنے کیلئے موزوں نہیں۔ لیکن اب یہ حالت ہے کہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پے در پے ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ مگر کانگریس خاموش ہے۔ اگر بفرض محال یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ کانگریس کو براہ راست ان واقعات سے کوئی تعلق نہیں۔ تو بھی چونکہ یہ افعال اس کے اصول کے خلاف اور اس کے کاز کے لئے نقصان رساں ہیں۔ اس لئے اس کا فرض تھا۔ کہ پورے زور سے ان کی مذمت کرتی۔

دو متضاد طاقتیں ایک وقت میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ اگر کانگریس واقعی عدم تشدد میں ہی اپنی کامیابی سمجھتی تو اُسے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئیے۔ کہ ملک کے اندر تشدد کا پیدا ہونا اس کے مفاد کے لئے سخت مضر ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی اس کا فرض ہے۔ کہ تمام تحریکات اور سرگرمیوں کو ترک کر کے پہلے اپنی تمام توجہ اور قوت ملک سے تشدد کی رُوح کو جو روز بروز ترقی پذیر ہے۔ مٹانے کے لئے صرف کر دے۔

تعجب ہے۔ کہ خود اس قدر ہنگامہ آرائی کے باوجود کانگریسی گورنمنٹ پر تشدد کا الزام لگا رہے ہیں۔ گورنمنٹ کو ہر قسم کے الزامات اور لغزشوں سے بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ گورنمنٹ کے آفیسرز بھی انسان ہیں۔ اور ان سے بھی غلطیوں کا سرزد ہونا ممکن ہے۔ اور وہ غلطیاں کرتے ہیں۔ لیکن تشدد کا الزام گورنمنٹ پر عائد کرنا قرین انصاف نہیں۔ آخر غور کرنا چاہئیے۔ کہ جب ملک کے اندر اس قدر بد امنی ہو۔ اور رعایا کی جان و مال اس طرح خطرہ میں ہو۔ تو گورنمنٹ کیا کرے۔ مجرموں کو سزا دینا۔ اور ملک کے اندر بد امنی کو دُور کرنے کے لئے امن شکن لوگوں کو گرفتار کرنا ہر مہذب گورنمنٹ کا فرض ہے لیکن گورنمنٹ کے خلاف ایسے لوگوں کی گرفتاریوں کی بنا پر تو کانگریسی اخبارات چیخ و پکار اور شور و شر سے آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں مگر ایسے لوگوں کے افعال کی مذمت کے لئے وہ کبھی تیار نہیں ہوتے بلکہ ایسے لوگوں کو جو ملک کے امن و امان کو مخدوش بنا رہے ہیں قومی ہیرو بنا دیا جاتا ہے۔ ان کی ہر طرح عزت افزائی کی جاتی ہے۔ ان کے ڈیفنس کے لئے باقاعدہ فنڈ قائم کئے جاتے ہیں اور اس طرح مفسدہ پردازوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

یہ صورت حالات نہایت خطرناک ہے۔ اور ہر بہی خواہ وطن کا فرض اولین ہے۔ کہ اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو۔ کانگریس ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جس کا ایسے مجرموں پر کچھ اثر ہے۔ اس لئے اسی کا فرض ہے۔ کہ ان لوگوں کو ایسی حرکات سے مجتنب رکھنے کے لئے مکمل انتظامات کرے۔

مسلمانوں کی نمائندہ سیاسی جماعت

مسلمانوں کی حالت پر خدا رحم کرے۔ اس وقت کوئی ایسی جماعت نظر نہیں آتی جسے ان کے سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے ذمہ وار قرار دیا جا سکے۔ اور جو ان کی نمائندہ سیاسی جماعت کہلانے کی مستحق ہو۔ برادران وطن کی بیسیوں سوسائٹیاں ہیں۔ جو مختلف طریقوں سے اپنی قوم کے حقوق کی حفاظت کے لئے ہر دم سرگرم پیکار رہتی ہیں۔ لیکن اس قدر نازک وقت میں بھی مسلمانوں کا کوئی ایسا نظام [illegible] نظر نہیں آتا۔

لے دے کر ایک مسلم لیگ تھی۔ جس پر نظر پڑ سکتی تھی۔ لیکن معلوم نہیں۔ وُہ بھی اس وقت کہاں ہے۔ یہی وقت تھا۔ کہ وُہ مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے تحفظ کے لئے منظم طریق پر سرگرم عمل ہوتی۔ لیکن اس کے کارپردازان ایسے بے فکر ہو کر سوئے ہیں۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک لمبے عرصہ کی جد وجہد کے بعد یہی تھوڑا سا آرام کا وقت انہیں میسر آیا ہے ؛

مطلب برآری کے لئے سکھوں کی کوشش

مسلمانوں کے سوا ہندوستان کی جُملہ دیگر اقوام حصول منفعت اور مطلب برآری کی خاطر سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ سکھوں کی شورش پسندی سے کون واقف نہیں اور پنجاب کے اندر یہ قوم حکومت کے لئے جس قدر پریشانی کا مُوجب ہو چکی ہے۔ اس سے کون شخص آگاہ نہیں۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ اب کچھ ملنے کا وقت آیا ہے۔ اگر ایک طرف شملہ کی بلند و بالا چوٹیوں پر سر جوگندر سنگھ اور سر دلجیت سنگھ حکومت کو یقین دلا رہے ہیں۔ کہ خالصہ کی تلوار ملک معظم کی خدمت کے لئے اب بھی حسب سابق نیام میں تڑپ رہی ہے تو دوسری طرف اخبار شیر خالصہ یہ لکھ رہا ہے:۔

"کانگریسی نمائندوں کا گول میز کانفرنس میں شامل ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ سکھوں کی نمائندگی کو زیادہ کر دیا جائے .... حکومت کو خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ سکھ نہایت فراخدل لوگ ہیں۔ وُہ نیکی کو کبھی نہیں بھولتے۔ اور بدی کے دشمن ہیں۔ اگر حکومت نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ تو خوشگوار تعلقات ہونے کا ہر ممکن امکان ہے۔ حکومت کو اس موقعہ پر دانشمندی سے کام لینا چاہیئے اور جو لوگ اس کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہوں۔ ان سے دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہیئے"

ہم یہ اقتباس اس لئے درج کر رہے ہیں۔ کہ مسلمان اس سے سبق حاصل کریں۔ اور موقعہ کی نزاکت کو سمجھتے ہُوئے سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں۔ بغیر سوچے سمجھے کسی رو میں بہتے چلے جانا۔ اور اپنے نفع و نقصان کو یکسر فراموش کر دینا کسی طرح بھی دانشمندی نہیں ؛

ہاں اگر ایک جماعت کے شامل نہ ہونے سے دوسری کی نمائندگی زیادہ کی جا سکتی ہے۔ تو اس کے سب سے زیادہ حقدار مسلمان ہیں۔ جو ابتدا سے لے کر اس وقت تک من حیث القوم اس تحریک سے علیحدہ رہے ہیں ؛

غرور کو ملیامیٹ کرنیکا نرالا طریق

مسٹر گاندھی ہر ہفتہ جیل سے اپنے معتقدین کے نام ایک چٹھی ارسال کیا کرتے ہیں۔ اور گذشتہ ہفتہ جو چٹھی آپ نے بھیجی۔ اس میں سرمایہ داری کی لعنت کو دُور کرنے کے لئے بعض تدابیر بتائی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ ہر شخص اپنا پاخانہ خود اٹھایا کرے۔ اس پر رائے زنی کرتے ہُوئے "ملاپ" یکم اکتوبر لکھتا ہے:۔

"مہاتما جی کے اس اپدیش پر عمل ہو۔ یا نہ ہو۔ لیکن حقیقی نجات اس اپدیش کے اندر ضرور ہے۔ اس سے غرور ضرور ملیامیٹ ہوتا ہے۔ اور صبر و تحمل کی تعلیم حاصل ہوتی ہے"

مسلمانوں کو خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ کہ انہیں ایک ایسا کامل اور فطرت کے مطابق دین عطا کیا گیا ہے۔ جس پر عمل کر کے اپنی خود داری۔ وقار اور نفاست پسندی کو قائم رکھتے ہُوئے بھی انسان ہر قسم کے غرور و تکبر سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ اور تحمل و برداشت کا عادی ہو سکتا ہے۔ لیکن ہندو دھرم میں چونکہ یہ کمی ہے۔ اور اُس نے ذات پات کو اس قدر اہمیت دی ہے۔ کہ مخلوق کا ایک طبقہ دُوسرے کو دائرہ انسانیت میں بھی شمار کرنے کو تیار نہیں۔ اس لئے اس کے پیرووں کو اس حالت کی اصلاح کے لئے ایسی تجاویز سوچنی پڑتی ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے دوسری خرابی کا پیدا ہونا یقینی ہوتا ہے ؛

چنانچہ اس تجویز پر عمل کر کے یہ تو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ غرور ملیامیٹ ہو کر تحمل و برداشت کی عادت پیدا ہو سکے گی۔ یا نہیں لیکن اتنا ضرور ہو گا۔ کہ انسان کو اپنی خود داری۔ وقار اور نفاست پسندی کو خیرباد کہنا پڑے گا ؛

حادثہ پنویل کا ایک افسوسناک پہلو

پنویل علاقہ بمبئی میں قوانین جنگلات کی خلاف ورزی کرتے ہُوئے جو فساد رونما ہوا۔ اس کی تفصیلات اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن اس کا ایک نہایت افسوسناک پہلو یہ ہے۔ کہ پولیس کے سپاہیوں نے بغیر کسی ذمہ دار افسر کی اجازت کے خود بخود گولی چلا دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ علاوہ پبلک کے کئی آدمیوں کے پولیس کی گولیوں سے ایک مجسٹریٹ درجہ اوّل۔ دو پولیس کانسٹیبل اور ایک محافظ جنگلات مارا گیا۔ لیکن پھر بھی ان بہادروں نے اس وقت تک یہ آتشبازی بند نہیں کی۔ جب تک ان کے پاس کارتوس بالکل ختم نہ ہو گئے۔ مجسٹریٹ جب گولی کھا کر گرا۔ تو اس نے پولیس افسر سے دریافت کیا۔ کہ گولی کس کے حکم سے چلائی گئی ہے لیکن اس نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا ؛

یہ واقعہ اور خصوصاً پولیس کے تغافل اور لاپرواہی کا پہلو نہایت ہی افسوسناک ہے۔ اس سے قبل بھی پولیس کی طرف سے کئی ایک ایسی حرکات ہو چکی ہیں۔ جو پبلک کے اندر بے چینی پیدا کرنے کا موجب ہیں۔ لیکن یہ واقعہ تو نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ ایسے وقت میں جب حکومت کو پہلے ہی طرح طرح کی مشکلات درپیش ہیں۔ اگر امن قائم رکھنے والے محکمہ کی طرف سے بھی ایسی لاپرواہی شروع ہو گئی۔ تو خدا ہی حافظ ہے ؛

ذمہ دار افسران کو چاہیئے۔ کہ ایسا کرنے والے لوگوں کو سخت عبرتناک سزائیں دیں۔ تا آئندہ ہر ملازم خُوب سوچ سمجھ کر اپنے فرائض کو ادا کرے ؛

سیاسی حقوق کیلئے سکھوں کی جد وجہد

معلوم ہُوا ہے۔ کہ سکھوں کی ایک لبرل ایسوسی ایشن قائم کی گئی ہے۔ جو سکھوں کے حقوق محفوظ کرنے کے لئے جد وجہد کرے گی۔ اس سلسلہ میں پہلا قدم جو اٹھایا جا رہا ہے وُہ چند ایک مشہور اور قابل سکھوں پر مشتمل ایک وفد کی ترتیب ہے۔ جو انگلستان جا کر سکھوں کے مطالبات کو پورے زور کے ساتھ پیش کرے گا۔ اس وفد کے اخراجات کے لئے بھی بعض سکھ امراء نے معقول رقوم پیش کر دی ہیں ؛

سکھوں کے علاوہ قریباً اور بھی سب اقوام اسی طرح اپنے اپنے حقوق کی نگہداشت کے لئے تمام دنیا کے اندر پروپیگنڈا کر رہی۔ اور اپنے ہمدرد پیدا کر رہی ہیں۔ مگر ایک مسلمان ہیں کہ ہندوستان میں بھی اس کے لئے ان کی طرف سے کچھ نہیں کیا جاتا ؛

گول میز کانفرنس کیلئے پہلا وفد

گول میز کانفرنس کے مندوبین کا پہلا وفد جو بائیس اصحاب پر مشتمل تھا۔ ۴ر اکتوبر کو بمبئی سے "وائسرائے آف انڈیا" جہاز سے انگلستان روانہ ہو گیا۔ اگرچہ ان کے خلاف مظاہرات کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن عملاً کچھ نہیں کیا گیا۔ معلوم ہُوا ہے۔ کہ مسلمان نمائندوں کو خیرباد کہنے کے لئے ہزارہا مسلمان ساحل سمندر پر موجود تھے۔ بہت سے لوگوں نے کوشش کی لیکن ان میں سے کسی نے کوئی بیان نہیں دیا۔ ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کا یہ سفر ملک و ملت کے لئے مفید ثابت ہو ؛

۹

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی شعائر کی پابندی ضرور کرنی چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
دنیا میں مختلف چیزیں مختلف حیثیتیں رکھتی ہیں۔ کسی کی حیثیت زیادہ ہوتی ہے۔ اور کسی کی کم۔ اور اسی کے لحاظ سے ہم انہیں قیمتی یا کم قیمت قرار دیتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات

کسی خاص فائدہ

کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی ایک چیز قیمتی یا غیر قیمتی قرار دے دی جاتی ہے۔ ایک وقت ایک چیز جو ارزاں ہو اور سہولت سے مل سکے۔ وہ بے قیمت سمجھی جاتی ہے۔ لیکن دوسرے وقت میں کسی خاص شخص کی ضرورت یا مہیا ہونے کی مشکلات کے لحاظ سے وہی قیمتی سمجھی جائے گی۔ جیسے مادیات میں ہم سونے کو دیکھتے ہیں کہ یہ بہت قیمتی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ایک ایسے جنگل میں پھنسا ہؤا پیاس سے تڑپ رہا ہو جہاں پانی کہیں میسر نہیں آسکتا۔ تو اگر

سونے کے پہاڑ

بھی اس کے قدموں میں ڈالدیئے جائیں۔ تو وہ ان کی کوئی قیمت نہیں سمجھے گا۔ اور وہ پانی کہ جس کی کنوؤں اور نہروں والے مقامات پر کوئی قیمت نہیں۔ ایک بے آب و گیاہ جنگل میں

لاکھوں من سونے سے زیادہ قیمتی

ہو جائیگا۔ اسی طرح روٹی سستی چیز ہے۔ اور کپڑا مہنگا۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی ایسے مقام پر ہو۔ جہاں روٹی میسر نہ آسکے۔ تو اسے قیمتی سے قیمتی کپڑوں کے تھانوں سے لاد دیا جائے۔ اور کمخواب و اطلس کے ڈھیر اس کے پاس لگا دیئے جائیں۔ تو ان کی اس کے نزدیک کوئی حقیقت نہ ہوگی۔ اِس لئے کہ گو ارزانی کے لحاظ سے روٹی کی قیمت کم ہے۔ مگر خاص موقعہ پر فقدان کے باعث اس کی قیمت میں بہت اضافہ ہو جائیگا۔ تو

خاص حالات کے ماتحت

اور خاص اوقات میں مختلف اشیاء کی قیمتوں میں بھی بہت سا فرق ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص سر پر ٹوپی یا پگڑی کی بجائے جوتی رکھے۔ اور پاؤں میں ٹوپی یا پگڑی باندھ لے۔ تو اگر اس خیال کو ذہن سے نکالدیا جائے۔ کہ دنیا کا عام دستور کیا ہے۔ اور لوگ ان چیزوں کو کس طرح استعمال کرنے کے عادی ہیں۔ تو مالی۔ دینی۔ یا اخلاقی طور پر اس میں کوئی نقصان نظر نہیں آتا۔ مگر پھر بھی دنیا میں کتنے لوگ ہیں۔ جو ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ پاؤں میں جرابوں کی بجائے رومی ٹوپی یا پگڑی باندھ لیں۔ لیکن اگر ان سے پوچھا جائے۔ کہ ایسا کرنے میں نقصان کیا ہے۔ تو اس کا بھی کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ سوائے اس کے کہ یہ

قوم کا رواج

نہیں۔ اور عام نقطۂ نگاہ یہی ہے۔ کہ ٹوپی یا پگڑی سر کے لئے ہے۔ اور جوتی پاؤں کے لئے۔ اور اس کے خلاف کرنا ایک لغو فعل ہے۔ اور لغو کام کرنے والے کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ پس یوں تو اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی۔ لیکن اگر اسے لغو فعل بنا کر دیکھیں گے۔ تو اس کے مضرات صاف طور پر نظر آ جائینگے۔ کیونکہ اگر اسی طرح سارے لغو کاموں کو جائز قرار دے لیا جائے۔ تو

انسان کی زندگی تہ و بالا

ہو جائے۔

اسی طرح سپاہی کو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ خاص قسم کا لباس پہننے پر مجبور ہے۔ اب اگر کوئی پوچھے۔ کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ خاص قسم کے لباس سے آدمی بہادر بنتا ہے۔ یا اس سے زیادہ حبِّ وطن پیدا ہوتی ہے۔ یا پھر یہ کہ اس سے زیادہ چُستی پیدا ہوتی ہے تو یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جرمن سپاہی اپنے لباس میں ہی چُست بہادر اور محبِ وطن ہوتا ہے۔ انگریز اپنے میں۔ اور فرانسیسی اپنے میں۔ حالانکہ ان لباسوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہر ایک کی وضع قطع جداگانہ ہے۔ پھر سوال ہوتا ہے۔ کہ لباسوں میں ایسے امتیازات کا کیا فائدہ ہے جب جرمن سپاہی کے اندر اپنے لباس میں ہی تمام ضروری خصوصیات موجود رہتی ہیں۔ اور انگریز سپاہی کے اندر اپنے لباس میں۔ اور جب مختلف لباسوں کے ہوتے ہوئے بھی سپاہیوں کے اندر بہادری۔ حب وطن اور چُستی پیدا ہو سکتی ہے۔ تو پھر سپاہیوں کے لباس کے متعلق اس قدر پابندی کیوں کی جاتی ہے۔

اِس نقطۂ نگاہ سے تو یہ پابندی بے شک بے فائدہ ہے۔ لیکن اگر اسے دوسرے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے۔ جو یہ ہے۔ کہ ایک طرح کے لباس اور حرکات سے قوموں کے اندر

قلبی اتحاد اور یگانگت

پیدا ہوتی ہے۔ تو اس کا بہت بڑا فائدہ نظر آ جائیگا۔ پھر یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ ایک قسم کے لباس سے سپاہی اپنے ساتھیوں کو پہچان سکتا ہے۔ لیکن اگر ایک لباس نہ ہو۔ تو

دوست دشمن میں تمیز

ہی نہ ہو سکے گی۔ لڑائی میں اتنا موقعہ نہیں ہوتا۔ کہ شکلیں پہچان پہچان کر حملہ کیا جائے۔ وہاں تو رنگوں پر ہی حملہ ہو سکتا ہے۔ پس اگر لباس میں یک رنگی کو اس نقطۂ نگاہ سے دیکھیں کہ اس کے بغیر دوست دشمن میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ اور ممکن ہے۔ دشمن پر حملہ کرنے کے بجائے اپنے آدمیوں پر ہی حملے ہوتے رہیں۔ تو یہی لباس نہایت ضروری چیز نظر آئیگی۔

اسی طرح فوجوں میں باقاعدہ ہاتھ اُٹھا کر سلام کرنے کا دستور ہے۔ حالانکہ ایسا کرنے کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے۔ اور اس کے بغیر بھی سپاہی کے اندر اطاعت کا مادہ پیدا

ہوسکتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے۔ کہ ظاہر اطہر پر بھی جب تک یاد تازہ نہ ہوتی رہے۔ اور جب تک قلب کو

ظاہری حرکات سے مدد

نہ دی جائے۔ وہ مُردہ ہو جاتا ہے۔ ہمارا ایک کتنا گہرا دوست ہو۔ لیکن اگر متواتر کئی سال تک اسے نہ دیکھیں۔ تو اس کی شکل پہچانی مشکل ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ ایک فطری بات ہے۔ کہ آہستہ آہستہ پہلے نقوش انسان کے دل سے محو ہو جاتے ہیں۔ ہر شخص اپنے گھر میں دیکھے۔ لڑکیوں کی شادی کی جاتی ہے۔ تو وہ رخصت ہوتے وقت روتی ہیں۔ لیکن اگر ایک سال کے بعد انہیں خاوند کے گھر میں دیکھا جائے۔ تو وہ ایسی ہی خوش وخرم نظر آئیں گی۔ جیسے والدین کے گھر میں تھیں۔ بلکہ بسا اوقات اس سے بھی زیادہ خوش ہونگی۔ کیونکہ کچھ عرصہ تک جُدا رہنے کے باعث وہ پہلی باتیں اور چیزیں بُھول گئیں۔ اور اب ان کی جدائی موجب تکلیف نہیں رہی۔ اسی طرح دوستوں کو دیکھو۔ ایک دوسرے سے جُدا ہوتے وقت چہروں پر غم کے آثار ہوتے ہیں۔ بلکہ جو لوگ جذبات کے زیادہ مطیع یا کمزور دل ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھوں میں آنسو بھی آجاتے ہیں۔ لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ گاڑی چلنے کے معًا بعد ارد گرد کے نظاروں سے متاثر ہو کر پہلی حالت بالکل بدل جاتی ہے۔ اور دل میں اور ہی خیالات شروع ہو جاتے ہیں۔ گویا پندرہ منٹ کا وقفہ ہی پہلی حالت کو بدل ڈالتا ہے۔ تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ

انسانی جذبات

اس وقت تک سرسبز نہیں رہ سکتے۔ جب تک کہ باہر کے تعلقات کے پانی کا چھینٹا وقتاً فوقتاً نہ پڑتا رہے۔ اسی طرح فرمانبرداری اگرچہ دل سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن اگر بار بار یاد نہ دلایا جائے۔ اور اس کی عادت نہ ڈالی جائے تو بُھول جاتی ہے۔ پس یہ

ظاہری سلام

اپنے اندر ایک خاص غرض اور فائدہ رکھتا ہے۔ لیکن کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ فوجی سلام کے لئے ہاتھ سے ہی اشارے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر کوئی پاؤں ملا کر سلام کر دے۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ لیکن یاد رکھنے کے لئے جب مختلف ذرائع ہوں۔ تو یاد نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھنے کا ایک ہی ذریعہ ہو سکتا ہے نہ جب بے انتہا ذرائع ہوں۔ تو پھر الجھن پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر روٹی کا لفظ صرف روٹی کے لئے ہی بولا جائے۔ تو اس کا نام سنتے ہی ہر شخص سمجھ جائیگا۔ کہ اس سے کیا مراد ہے۔ لیکن اگر پانی۔ کنواں۔ جنگل۔ درخت وغیرہ کئی ایک چیزوں کو روٹی کا نام دیدیا جائے۔

نہ کوئی بھی یاد نہیں رکھ سکیگا۔ اور یہ شد پریشاں خواب من از کثرتِ تعبیر ہا کا معاملہ ہو جائیگا۔ پس جب بہت سے اشارے ہوں۔ تو انسان بُھول جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اشارے محدود ہوں۔ اور یہ نہ ہو کہ ہر شخص اپنے لئے جو چاہے تجویز کرے۔ پس یہ ظاہری حرکات و سکنات بھی اپنے اندر خاص فوائد رکھتی ہیں۔

اسی طرح

روحانی شرائع

میں بھی بعض احکام ایسے ہوتے ہیں۔ جن کا بظاہر اور براہ راست کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آتا۔ مگر بالواسطہ طور پر خاص مواقع پر ان کے فوائد بہت ہوتے ہیں۔ عام حالات کے ماتحت تو وہ بے حقیقت چیز ہوتے ہیں۔ مگر خاص حالات اور اغراض کی بنا پر ان کے فوائد بہت ہوتے ہیں۔

اگر کوئی شخص کہے۔ کہ مجلس میں کوئی شخص بیٹھا ہو۔ کوئی لیٹا ہو۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ تو ہم اسے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اور بظاہر اس میں کوئی حرج نظر بھی نہیں آتا۔ لیکن اس پر عمل کر کے دیکھو تو یہ بات خود بخود

طبائع پر ناگوار

گذرے گی۔ شرفاء کی مجلس میں کوئی شخص جنوب کی طرف پاؤں کر کے لیٹا ہو۔ اور کوئی شمال کی طرف۔ کسی کا مونہہ مشرق کی طرف ہو اور کسی کی پیٹھ۔ تو ہر شخص اسے ناپسند کریگا۔ ایسی باتوں کا مخفی اثر انسان کی طبائع پر ہوتا ہے۔ اور

تشتت و پراگندگی

پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ جب ظاہری باتوں میں اتحاد نہ ہو۔ تو باطنی امور میں بھی نہیں رہ سکتا۔ اسی واسطے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ نماز میں صفیں ٹیڑھی نہیں ہونی چاہئیں۔ اور کندھے سے کندھا ملانے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ اگر ظاہری اتحاد نہ ہو۔ تو دلوں میں بھی پراگندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اب اگر کوئی کہے۔ کہ اس طرح مل کر کھڑا ہونا کیا فضول بات ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر کھڑا ہونا چاہیئے۔ تا ہوا گذر سکے۔ تو بظاہر تو یہ معقول بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے

پراگندگی کا موجب

فرمایا ہے۔ کیونکہ ظاہری اتحاد باطنی اتحاد کا ذریعہ ہے۔ انگریزوں کو دیکھو۔ اگرچہ اب تو حالات بدلتے جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی ایک انگریز دیسی جوتی سے سخت نفرت کرتا ہے۔ مگر بوٹ سے نہیں۔ اگر ایک کالا کلوٹا آدمی سر پر ہیٹ رکھ کر اور باقاعدہ سوٹ بوٹ پہنکر کسی انگریز کے سامنے جائے۔

تو وہ نہایت تپاک سے اس سے شیک ہینڈ (مصافحہ) کریگا۔ اور اسے دیکھ کر اس کی باچھیں کھل جائیں گی۔ کیونکہ وُہ سمجھیگا۔ یہ ہمارا اپنا آدمی ہے۔ لیکن اگر ایک براق کی طرح سفید اور خوبصورت شخص تیس پینتیس گز کا سندھی پاجامہ پہنکر اور بڑی سی نوکدار جُوتی پہنکر جائے۔ تو انگریز اسے دیکھتے ہی پیچھے ہٹ جائیگا۔ اور خواہ ایسا لباس پہننے والے کے اندر انگریزیت پوری طرح گھر کر چکی ہو۔ لیکن ایک انگریز اسے ملکر خوش نہیں ہوگا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ

ظاہر کا اثر

بہت بڑا ہوتا ہے۔ اور بعض حدود کے اندر ظواہر کی پابندی ضروری ہوتی ہے۔ جیسے دودھ کو محفوظ رکھنے کے لئے برتن کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ حالانکہ وہ اصل چیز نہیں۔ اصل دودھ ہی ہے۔ لیکن وہ برتن کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اور یقیناً ضائع ہو جائیگا۔

اِسی طرح شریعت کے بھی بعض ظاہری احکام ہیں۔ اور نظام کو قائم رکھنے کے لئے ان کی پابندی ضروری ہوتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ڈاڑھی منڈانے کا رواج تھا۔ مگر آپؐ نے مسلمانوں کو

ڈاڑھی رکھنے کا حکم

دیا۔ اس کے آپ نے کوئی ایسے فوائد بیان نہیں کئے جو بظاہر نظر آتے ہوں۔ بلکہ صرف یہ فرمایا۔ کہ دوسرے منڈاتے ہیں اس لئے تم رکھو۔ اس کے علاوہ آپؐ نے کوئی ایسی بات نہیں بیان فرمائی۔ کہ ہم کہیں۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس حکم کی پابندی اس زمانہ میں ضروری نہیں۔ لیکن اس کا ظاہری فائدہ یہ ہے۔ کہ اس سے ایک مسلمان دوسرے کو دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے۔ گویا یہ بطور

نشان اور علامت

کے ہے۔ پھر اس کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہے۔ کہ ظاہری مشارکت قلبی اتحاد کی تقویت کا موجب ہوتی ہے۔

اِس کے علاوہ اور بھی ایسے احکام ہیں۔ مثلاً سلام علیکم کہنا ہے۔ یہ صرف دعا ہی نہیں۔ اگر یہ صرف دعائیہ فقرہ ہی ہو۔ تو اردو یا پنجابی یا اپنی اپنی مادری زبان میں اس سے بہتر دعائیہ فقرات کہے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس کے بغیر اسلامی منشاء پورا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے بغیر

ظاہری مشارکت کا سامان

پورا نہیں ہو سکتا۔ اور ظاہری اتحاد سے باطن کا جو اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس خاص لفظوں میں دعا کا حکم اس واسطے دیا۔ کہ تا ساری دنیا کے مسلمانوں میں اشتراک پیدا ہو۔ اور چینی۔ تبتی۔

کشمیری۔ سب ہی ایک ہی مشترک جلسہ ہو۔ اگر کوئی شخص اپنی زبان میں ہی دوسرے کو دعا دے۔ تو بظاہر تو یہ ایک غیر اہم بات ہے۔ لیکن باطن میں اس کا اثر بہت بڑا ہوگا۔

تعجب ہے۔ کہ

ہماری جماعت کے بعض لوگ

مجلس شوریٰ کے موقعہ پر تو بہت زور شور سے یہ بات پیش کرتے ہیں۔ کہ ہمارے بچوں کو اسلامی شعائر کا پابند ہونا چاہیئے۔ مگر حالت یہ ہے۔ کہ ان کے اپنے گھروں میں یہ بات نہیں۔ کئی سال سے اس بات پر زور دیا جا رہا تھا۔ کہ احمدیہ ہوسٹل لاہور میں رہنے والوں کے لئے داڑھی کا رکھنا ضروری قرار دیا جانا چاہیئے۔ اور وہاں رہنے والوں کو مجبور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ داڑھی رکھیں۔ لیکن جب اس پر عملدرآمد شروع کیا گیا۔ تو میں یہ معلوم کر کے حیران ہو گیا ہوں۔ کہ وہ لوگ جن کے وہاں داڑھی رکھنے کے متعلق وہ الفاظ جو مجلس شوریٰ میں اپنے منہ سے نکالتے رہی ہیں۔ ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ اپنے بچوں کو وہاں سے نکال کر لیگئے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے مجھ سے پوچھا۔ کہ کیا داڑھی میں اسلام ہے۔ میں نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ مگر

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

میں یقیناً اسلام ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ جن لوگوں نے مجلس شوریٰ میں اس بات پر زور دیا تھا۔ عملاً وہ خود ہی اپنے فیصلہ سے کھسک گئے۔ مجھے ایک شخص نے یہ بھی کہا۔ کہ آپ لاہور کے ہوسٹل کو لئے پھرتے ہیں۔ حالانکہ یہاں بھی بعض لڑکے داڑھی نہیں رکھتے۔ اور جو یہاں نہیں رکھتے۔ وہ وہاں کیا رکھیں گے۔ مجھے تو اس کے متعلق علم نہیں۔ اور میرے ذہن میں تو ایسا لڑکا کوئی نہیں۔ لیکن اگر کوئی ہو۔ تو یہ بھی بہت افسوس کی بات ہے۔ یہاں داڑھی رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ کیونکہ اپنی سوسائٹی میں ایک عادت ڈالنا بہت آسان ہوتا ہے۔ مگر دوسری سوسائٹی میں جا کر مشکل ہو جاتا ہے۔

میں نے یہ بھی دیکھا ہے۔ کہ بعض لڑکے جب جوانی کے قریب آتے ہیں۔ تو ان کی شکل دیکھ کر خیال ہوتا ہے۔ کہ شاید داڑھی منڈی ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ میں نے ایک لڑکے کو دیکھ کر یہی خیال کیا۔ اور جب ہیڈ ماسٹر سے کہا گیا۔ کہ لڑکوں کو داڑھی رکھنے کی تاکید کریں۔ تو انہوں نے کہا۔ مجھے تو ایسا کوئی لڑکا معلوم نہیں۔ جو داڑھی منڈاتا ہو۔ میں نے اسی لڑکے کا نام بتایا۔ اور انہوں نے جب تحقیقات کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اسے ابھی داڑھی آئی ہی نہیں۔ تو ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ اور ممکن ہے۔ میرے پاس شکایت کرنے والے کو بھی ایسا ہی دھوکا لگا ہو۔ جیسا مجھے لگ گیا تھا۔ لیکن اگر یہ صحیح ہے۔ تو ہیڈ ماسٹر اور اساتذہ کا فرض ہے۔ کہ اس بات کا خاص خیال رکھیں۔ کہ طالب علم

شعائر اسلامی کی پابندی

کریں۔ کیونکہ اس سے یک جہتی پیدا ہوتی ہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ ذمہ وار افسر اس بات کا خاص خیال رکھیں گے۔ اور جماعت کے احباب سے بھی مجھے امید ہے۔ کہ اپنے بچوں کو شعائر اسلامی کا پابند بنانے کی پوری پوری کوشش کرینگے۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ان باتوں کا فائدہ کیا ہے۔ یہی فائدہ بتانے کے لئے میں نے یہ لمبی چوڑی تمہید بیان کی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ ہر چیز کے فائدے الگ الگ اور موقع کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ بعض چیزوں کو پہچاننا ہر ایک کا کام نہیں۔

اہل نظر

ہی ان کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اور اس لئے ان کا علم نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ایک ڈاکٹر ایک نسخہ دیتا ہے۔ اور کہدیتا ہے۔ کہ دوائیاں اسی نسبت سے ملائی جائیں۔ جو چیز دو قطرے لکھی ہے۔ اس کے دو ہی قطرے ڈالے جائیں۔ تین نہ ہوں۔ وہ اس کی کوئی وجہ نہیں بتا سکتا۔ کہ کیوں ایسا کیا جائے۔ لیکن وہ کہتا ہے۔ میرا سالہا سال کا تجربہ یہی کہتا ہے۔ کہ اسطرح فائدہ ہوگا۔ اور ہم اگر اس ڈاکٹر کو تجربہ کار مانتے ہیں۔ تو اسکی بات کو ضرور قابل عمل بھی سمجھتے ہیں۔ اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ خواہ وہ ہماری عقل کے خلاف ہی ہو۔ پھر کس قدر افسوس کا مقام ہوگا۔ کہ ہم ایک ڈاکٹر کی بات تو بغیر کسی عقلی دلیل کے ماننے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بات کے متعلق پوچھیں۔ کہ اس کا کیا فائدہ ہے۔ ایک معمولی حیثیت کے ڈاکٹر کی بات تو ہم مان لیں۔ لیکن نبیوں کے سردار کی بات کے متعلق دلائل پوچھیں۔ اس کے معنے یہ ہونگے۔ کہ ہمارے اندر

اطاعت کی روح

نہیں ہے۔ ورنہ بغیر کسی فائدہ کا خیال کئے اسے مان لیتے۔

پس احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے بچوں کو شعائر اسلامی کے مطابق زندگی بسر کرنے کا عادی بنائیں۔ کیا یہ کوئی کم فائدہ ہے۔ کہ ساری دنیا ایک طرف جا رہی ہے۔ اور ہم کہتے ہیں۔ ہم اس طرف چلیں گے جس طرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لے جانا چاہتے ہیں۔ اس سے دنیا پر کتنا رعب پڑے گا۔ دنیا رنگا رنگ کی دلچسپیوں اور ترغیبات سے اپنی طرف کھینچ رہی ہو۔ مگر ہم میں سے ہر ایک۔ یہی کہے۔ کہ میں راستہ پر جاؤں گا۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تجویز کردہ ہے۔ تو لازماً دنیا کہے گی۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کوئی بات نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس کے متبعین اس کے

گرویدہ اور جان نثار

ہیں۔ لیکن جو شخص فائدے گن کر مانتا ہے۔ وہ دراصل مانتا نہیں۔ ماننا وہی ہے۔ جو ایک دفعہ یہ سمجھکر کہ میں جس کی اطاعت اختیار کر رہا ہوں۔ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ آیندہ کے لئے عہد کر لیتا ہے۔ کہ جو نیک بات یہ کہے گا۔ اُسے مانوں گا۔ اور اطاعت کی اس روح کو مدنظر رکھتے ہوئے سوائے ان صورتوں کے کہ گورنمنٹ کے کسی حکم یا نیم حکم سے داڑھی پر کوئی پابندی عائد ہو جائے۔ سب کو داڑھی رکھنی چاہیئے۔ ہاں اس صورت میں داڑھی نہ رکھنے کی اجازت ہو سکتی ہے کیونکہ سرکاری ملازمتوں کے لحاظ سے بھی ہمیں جماعت کو کمزور نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ مگر یہ ایسی ہی صورت ہے۔ جیسے

بیماری کی حالت میں شراب

کا استعمال جائز ہے۔ اسلئے اس حالت والی کو چھوڑ کر باقی سب دوستوں کو داڑھی رکھنی چاہیئے۔ اور اپنے بچوں کی بھی نگرانی کرنی چاہیئے۔ کہ وہ شعائر اسلامی کی پابندی کرنیوالے ہوں۔ اور اگر وہ نہ مانیں۔ تو ان کا خرچ بند کر دیا جائے۔ اُسے کوئی صحیح الدماغ انسان جبر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر کسی کا بچہ کہے۔ کہ میں مرچیں کھاتا ہوں۔ تو وہ اسے نہیں کھانے دیگا۔ اگر وہ جبر نہیں۔ تو اسے کس طرح جبر کہا جا سکتا ہے۔ ہم اپنے بچے کے متعلق ایسا کر سکتے ہیں۔ ہاں دوسرے کے لئے نہیں۔ جیسے کہ ہمسائے کو کسی فعل سے باز رہنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اپنے بھائی کو کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کا نام جبر نہیں۔ بلکہ

نظام کی پابندی

ہے۔ اور نظام کی پابندی جبر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے اندر بہت بڑے بڑے فوائد ہیں۔ اور اس کے بغیر دنیا میں گذارہ ہی نہیں ہو سکتا۔

بازی بازی باریش بابا ہم بازی

لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب
زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

پیغام بلڈنگس میں قحط الرجال کا یہ عالم ہے۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سہ روزہ آرگن" کی ادارت کے لئے کوئی ایسا آدمی دستیاب نہیں ہوتا۔ جو اسلامی تعلیمات یا بدرجہ اقل لاہوری جماعت کے عقائد سے ہی پوری طرح واقف ہو۔ چنانچہ ایک گذشتہ پرچہ میں ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ پیغام صلح کے عملہ ادارت میں کام کرنے والے مولوی محمد علی صاحب کے عقائد سے بھی آگاہ نہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آئے دن اس میں ایسے ایسے حقائق و معارف بیان ہوتے رہتے ہیں۔ جن پر کفر بھی خندہ زن ہو۔ ان بے چاروں کو چونکہ اور تو کچھ آتا نہیں اس لیے صفحات پُر کرنے کے لئے ہمیشہ جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت ہی بھونڈے طریق پر بیہودہ سرائی کرتے رہتے ہیں۔ کبھی "کارخاص" کے دل پسند شغلہ کا تذکرہ ہے۔ اور کبھی "خفیہ چٹھیوں" کی داستانیں ہیں۔

یہاں تک تو خیر تھی۔ لیکن یہ مرض روز بروز زیادہ مہلک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اور اب تو "باریش بابا ہم بازی" تک نوبت پہونچ چکی ہے۔ ۲۷ر ستمبر کا پیغام دیکھئے۔ اور صفحہ ۳ کے شذرات پر نظر ڈالئے۔ تو انقلاب دہر کی ایک عبرتناک مثال آپ کی آنکھوں کے سامنے آجائیگی۔

دعا اور احمدیت کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے دُعا پر جس قدر زور دیا۔ اور اپنی جماعت کو اس کے متعلق جو تاکید فرمائی ہے اس سے کون احمدی واقف نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ قبولیت دُعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ اس معجزہ شفاء الامراض کے بارہ میں کوئی شخص روئے زمین پر میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور اگر مقابلہ کرے۔ تو خدا اسے شرمندہ کرے گا۔ کیونکہ یہ خاص طور پر مجھے موہبۃ الٰہی ہے۔ جو معجزانہ نشان دکھلانیکے لئے عطا کی گئی ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۸ حاشیہ)

لیکن آہ! ان لوگوں کا اخبار جو مدتوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی صحبت میں رہنے کے مدعی ہیں۔ اور جن کا دعویٰ ہے۔ کہ انہوں نے حضور کے کنار عاطفت اور آغوش شفقت میں پرورش پائی۔ ہاں ان لوگوں کا مسلمہ آرگن جو آج بھی نہایت بلند آہنگی سے یہ دعوے کئے جا رہے ہیں۔ کہ وہی حضرت کے سچے جانشین اور آپ کے علم کے حقیقی وارث ہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کرتے ہوئے نہایت مسخرے پن سے لکھتا ہے۔

"قادیانیوں کے سارے دھندے آج حضرت کی دعاؤں سے ہی چل رہے ہیں۔ اور یوں حضرت کی دُعا "امرت دھارا" کی طرح ہر مرض کا علاج "ثابت ہو رہی ہے"۔

پھر حضور کی علالت طبع کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"آپ کی امرت دھارا" صفت دُعا کی شیشی قصر خلافت کی کس الماری کے کس کونے میں دھری رہ جاتی ہے"۔

پھر یہی نہیں۔ مدیر شذرات قبولیت دُعا "کو توہمات" سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور خواہش کرتے ہیں۔ کہ "اللہ تعالےٰ ایسے توہمات سے ہر مسلمان کو بچائے"۔ "آپ قبولیت دُعا کے واقعات بیان کر کے قارئین" شذرات کے لئے تفنن طبع کا سامان مہیا کرتے ہیں"۔

اللہ! کس قدر جرأت ہے۔ کتنی بے باکی بلکہ کس قدر بے حیائی ہے۔ کہ دُعا کا یوں تمسخر اڑایا جاتا ہے۔ آریوں اور عیسائیوں کے منہ سے تو دُعا کے متعلق ایسے تمسخر آمیز الفاظ سنے تھے۔ اور یہ بھی سُنا تھا۔ کہ وہ قبولیت دُعا کو "توہمات" سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن یہ کسے معلوم تھا۔ کہ مسلمان اور مسلمانوں میں سے احمدی کہلانے والے اور پھر احمدیوں میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی حقیقی وراثت اور جانشینی کے مدعی دعا جیسی چیز کا یوں مضحکہ اُڑائینگے۔

یہ ازلی بدنصیب دُعا کی قدر و قیمت کو کیا جانیں جنہیں قدرت نے خدا تعالےٰ کے فرستادہ سے ایک گندے عضو کی طرح کاٹ کر دور پھینک دیا۔ ان لوگوں کا اس "موہبۃ الٰہی" پر اس طرح تمسخر اڑانا کوئی غیر متوقع بات نہیں۔ کیونکہ اگر یہ لوگ اس انجام کو نہ پہونچتے۔ تو خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کو ماننے اور انکار کرنے والوں میں مابہ الامتیاز ہی کیا ہو سکتا تھا۔

پیغام صلح میں جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس و محترم امام کا ذکر سوقیانہ اور غیر شریفانہ طریق پر کیا جا رہا ہے۔ اور ہماری خاموشی اور تحمل و برداشت کو دیکھکر وہ روز بروز اس بیہودگی کے مظاہرہ میں زیادہ بے باک ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے ہم ان تمام پیغامیوں کو جو بعد میں اپنی عزت کی قیمت وصول کرنے کے لئے بہت جلد نوٹس بازی پر اُتر آیا کرتے ہیں۔ توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ تمام واقعات کو ذہن نشین کرتے جائیں۔

خدا تعالےٰ شاہد ہے۔ کہ ہماری طبعی شرافت دامنگیر ہے۔ وگرنہ

"ان کی مجال کیا ہے۔ کہ یوں شوخیاں کریں"

نہایت ہی قلیل عرصہ میں پیغام صلح کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔ خدا کے فضل سے ہمارے قلم کی ایک ایک جنبش ان لوگوں کو مدتوں انگاروں پر لوٹانے کے لئے کافی ہے۔ مگر بات صرف یہی ہے۔ کہ

دامن سمیٹتے ہیں غلاظت سے ہم فقط
اور وہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ کھاتے ہیں ان سے خم

پیغامیو! سن رکھو۔ ایک چوہیا اسی وقت تک شیر سے چھیڑ چھاڑ کر سکتی ہے۔ جب تک وہ چپ چاپ بیٹھا رہے۔ مگر شیر کی ایک ادنیٰ سی جنبش اسے اس کے اصلی بل میں گھسیڑ دینے کے لئے کافی ہوتی ہے:

اعلانات نظارت دعوۃ و تبلیغ

تبلیغی سکرٹریوں کے لئے رپورٹ فارم

الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا گیا تھا۔ کہ تبلیغی رپورٹ کے فارم آخر ستمبر تک سکرٹریان تبلیغ کو پہونچ جائینگے لیکن افسوس ہے کہ کاغذ کا انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے فارم نہ چھپ سکے۔ اب کاغذ کا انتظام ہو گیا ہے۔ اور فارم چھپ رہے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز ۱۵ر اکتوبر تک پہونچ جائینگے۔ ماہ ستمبر کی تبلیغی رپورٹیں سردست حسب دستور سابق بھیجدی جائیں:

چک ۵۶۵ ضلع لائل پور کا مناظرہ

بجائے ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ر اکتوبر کے ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸ر اکتوبر کو ہوگا۔ اس سے پہلے جو اعلان نظارت ہذا یا مقامی جماعت نے ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ر اکتوبر کے متعلق کیا ہے۔ وہ منسوخ ہے:

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

رپورٹ چندہ جلسہ و خاص بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۰ء

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی جانب سے چندہ جلسہ اور چندہ خاص کی تحریک پر ایک ماہ سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔

شرح چندہ جلسہ و خاص

حضور نے اس سال غیر موصی احباب کے لئے دو ماہ میں چندہ جلسہ سالانہ کی شرح ۱۵ فیصدی یعنی ایک ماہ میں ساڑھے سات فیصدی اور چندہ خاص کی شرح دو ماہ میں ۸½ فیصدی۔ یعنی ماہواری صرف سوا چار فیصدی۔ اور چندہ عام کی شرح ۶¼ فیصدی ماہوار مقرر فرمائی ہے۔ اور موصی احباب کے لئے شرح چندہ جلسہ ۱۵ فیصدی اور چندہ خاص ایک فیصدی۔ دسویں حصہ سے زیادہ کی وصیت ادا کرنے والے دوستوں کو چندہ خاص سے بالکل مستثنےٰ قرار دیا ہے۔ ان کے لئے (علاوہ حصہ وصیت) صرف ۱۵ فیصدی چندہ جلسہ ادا کرنا کافی ہے۔

ادائگی چندہ جلسہ و خاص کی میعاد

تحریک میں حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ "یہ چندہ ہر ایک جماعت کو بلا استثنا ستمبر اور اکتوبر میں ادا کر دینا چاہیئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس چندہ کو ان دونوں ماہ میں ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کو کئی ماہ میں پھیلانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ہر ایک جماعت کے کارکنوں کا فرض ہوگا۔ کہ وہ ستمبر اور اکتوبر میں تمام احمدی احباب کا چندہ جلسہ و خاص باشرح جمع کر کے بیت المال میں بھجوا دیں۔ اور یہ نہ کریں۔ کہ بجائے دو ماہ کے تین یا چار ماہ میں وصول کریں۔"

تقرری رقم چندہ جلسہ و خاص

حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں۔ کہ میں نے بیت المال کو ہدایت کر دی ہے۔ کہ بجٹ کو دیکھ کر وہ ہر جماعت کے ذمہ اس کی رقم نکالکر اسے اطلاع کر دے۔ تاکہ فوراً ہر ایک جماعت کام میں مشغول ہو سکے۔ اگر کسی جماعت کو خیال ہو۔ کہ اس کے ذمہ جو رقم لگائی گئی ہے۔ وہ غلط ہے۔ تو وہ فوراً بیت المال سے خط و کتابت کر کے اس کی تصحیح کرا لے۔ بیت المال کی طرف سے تحریک کے ساتھ ہی ہر جماعت کا حساب بنا کر چندہ جلسہ اور چندہ خاص اور چندہ عام کی رقوم مقرر کر کے اطلاع کر دی گئی تھی۔ اگرچہ آخری میعاد اس چندہ کی اکتوبر کے آخر تک ہے۔ لیکن ضروری تھا۔ کہ نصف رقم ستمبر میں وصول ہو جاتی۔ لیکن ہوا ایسا ہے۔ کہ ۳۰ ستمبر تک رقوم کم پہنچی ہیں۔

جن جماعتوں نے ستمبر کے مطالبہ کو پورا کر دیا ہے ان کے نام شائع کئے جاتے ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ اسی طرح اکتوبر کی قسط کو بھی بروقت بھجوا دینگی۔ اور جن جماعتوں نے اپنے بجٹ چندہ عام و خاص و جلسہ سالانہ کو پورا نہیں کیا۔ یا اس کا ایک معتدبہ حصہ قابل وصول ہے۔ اُن کو چاہیئے۔ کہ ۳۱ راکتوبر ۱۹۳۰ء تک نہ صرف اکتوبر کی قسط داخل کریں۔ بلکہ ستمبر کا بقایا بھی پورا کریں۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ چندہ اپنے امام پاک کے ہر حکم پر شرح صدر سے لبیک کہنے والی جماعتوں کے لئے کوئی زیادہ نہیں۔ پس نہ صرف عہدیدار احباب۔ بلکہ دوسرے احباب بھی مطالبات کو پورا کرنے کی فکر کریں۔

جن جماعتوں نے اپنے فرض کو ایک حد تک پورا کر دیا ہے۔ اُن کے نام شکریہ کے ساتھ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس فہرست میں ان جماعتوں کے ہی نام ہیں۔ جنہوں نے چندہ خاص اور چندہ جلسہ سالانہ کے مطالبہ کو پورا کیا ہے۔ یا اس مطالبہ کی ادائگی میں برائے نام کچھ کمی رہ گئی ہے۔ پہلے ان جماعتوں کے نام درج ہونگے۔ جنہوں نے مطالبہ بیت المال سے زیادہ رقم بھیجی ہے اور اس کے بعد دوسری جماعتوں کے نام:۔

چک چھور ۱۱۔ ڈھڈرانجھہ۔ مالاکنڈ۔ ڈیرہ غازیخان۔ لدھیانہ۔ برنالہ۔ دہلی۔ کوئٹہ۔ چندوسی۔ آڑہا۔

بھاگووال۔ سیکھواں۔ پٹھان کوٹ۔ سمبڑیال۔ بدوملہی۔ بھمبہ بھینی۔ چک جھمرہ۔ شور کوٹ۔ چک ۳۵ جنوبی۔ سلانوالی۔ خوشاب۔ دھیر کے کلاں۔ گھٹیالیاں۔ دوسیل۔ سرائے نورنگ۔ خانیوال۔ مظفر گڑھ۔ ڈھلیانہ۔ توپخانہ ۱۴۔ کرنال۔ لورالائی۔ رامپور۔ جے پور۔ اٹاوہ۔ نینی تال۔ کلکتہ۔ سکندر آباد۔ چانگریاں سے چندہ خاص وصول ہو چکا ہے۔ مگر چندہ جلسہ میں کچھ کمی ہے۔ امید ہے۔ اکتوبر میں کمی پوری کر دی جائے گی۔ شاہ مسکین سے چندہ خاص ستمبر و اکتوبر دونوں ماہ کا وصول ہے۔ جلسہ میں کچھ وصول نہیں۔ امید ہے۔ اکتوبر میں جلسہ کا چندہ ادا کر دیں گے۔

وزیر آباد سے چندہ جلسہ دو ماہ کا وصول ہے۔ چندہ خاص اکتوبر میں ادا کر دیں گے۔ تلونڈی راہوالی سے چندہ جلسہ وصول ہے۔ خاص کے باقی ہیں۔ جڑانوالہ سے چندہ جلسہ وصول ہے۔ خاص کے باقی ہیں۔ ایبٹ آباد میں معمولی سی کمی ہے۔ پشاور سے چندہ جلسہ وصول ہے۔ خاص کے باقی ہیں۔ کوہاٹ میں کچھ معمولی سی کمی ہے۔ انبالہ سے چندہ خاص نہیں آیا۔ عثمان آباد و شیموگا میں معمولی سی کمی ہے۔

میں نے جو حساب اوپر بنایا ہے۔ وہ صرف چندہ جلسہ سالانہ اور چندہ خاص کا ہے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اس تحریک سے اصل غرض چندہ عام کو مستقل اور مستحکم کرنا ہے۔ تاکہ چندہ عام کے باقاعدہ اور باشرح ہونے سے چندہ خاص کی ضرورت ہی نہ رہے۔ بلکہ چندہ جلسہ سالانہ کی بھی ضرورت نہ ہو۔ پس میں کھلے الفاظ میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ چندہ عام جن جماعتوں کا ماہ ستمبر اور ماہ اکتوبر میں مطابق بجٹ تشخیص شدہ وصول نہ ہوگا۔ ان کا بجٹ پورا نہ سمجھا جائیگا۔ خواہ انہوں نے چندہ خاص جلسہ سالانہ کی مقررہ رقم سے زیادہ بھی کر دیا ہو۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ چندہ عام کا چندہ کاٹ کر چندہ خاص وغیرہ میں ڈالدیا گیا ہے۔ جو نامناسب ہے۔ پس جماعتیں ۳۱ راکتوبر ۱۹۳۰ء تک چندہ عام اور چندہ خاص و چندہ جلسہ سالانہ کی مقررہ رقوم کو پورا کریں۔ تاکہ ان کا بجٹ پورا سمجھا جائے۔ اور اس کے علاوہ سہ ماہی اوّل کے بقائے بھی داخل فرما دیں۔

بیت المال میں چندہ عام۔ چندہ خاص۔ چندہ جلسہ سالانہ کی الگ الگ رقوم ہر ایک جماعت کے ذمہ ہیں۔ ان کا پورا کرنا ضروری ہے۔

رقم ارسال کرتے وقت کوپن پر یا بیمہ میں ضرور تفصیل لکھی جائے۔ کیونکہ دفتر محاسب میں جو رقم بغیر تفصیل کے وصول ہو۔ وہ بیکار پڑی رہتی ہے۔ سلسلہ کے کام نہیں آتی۔ پس ہر ایک جماعت تفصیل بھی دے۔ جس میں چندہ عام کی رقم الگ اور چندہ خاص کی الگ اور چندہ جلسہ سالانہ کی الگ اور موصیوں کی رقوم الگ الگ بمعہ نام موصی نمبر وصیت کے لکھی جائے۔

وصولی چندہ جلسہ و خاص ماہ ستمبر

ماہ ستمبر میں چندہ جلسہ ۵/۱۹۱۱ اور چندہ خاص -/-/۱۷۷۰ وصول ہوا ہے۔

۳۰ راکتوبر تک تمام چندہ خاص و جلسہ داخل خزانہ ہو جانا نہایت ضروری ہے۔

ششماہی چندہ عام

چندہ خاص و جلسہ مقررہ کے علاوہ چندہ عام بھی سالانہ بجٹ [illegible]

سات بے بہا تحائف

سرمہ نور افزا (رجسٹرڈ)

یہ بے نظیر سرمہ قیمتی اجزا سے مرکب ہے۔ بینائی کو قایم اور آنکھوں کو مختلف عوارض سے محفوظ رکھنے میں یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھوں کے جملہ امراض۔ دھند غبارہ جالا۔ ککرے۔ پھولا۔ خارش چشم۔ آنکھوں سے پانی آنا۔ لیسدار رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سرخی۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ۔ غرض کل امراض کا واحد علاج ہے۔ جو لوگ کثرت مطالعہ اور باریک بینی سے قوت بینائی کمزور کر بیٹھے ہوں۔ یا عینک کے عادی ہو کر قدرتی طاقت کو بیکار کر دیا ہو۔ انہیں اس سرمہ کا استعمال ضرور کرنا چاہئے یہ سرمہ جملہ شکایات چشم دور کر کے آئندہ آنیوالے عوارض سے آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے۔ جن کی نظر روز بروز کمزور ہوتی ہو۔ وہ اس سرمہ کے استعمال سے زائل شدہ طاقت کو بحال کریں۔ اس بے نظیر سرمہ کے استعمال کے بعد انشاء اللہ آپکو پھر کسی اور سرمہ کی تلاش نہ رہیگی۔

قیمت فی تولہ دو روپیہ (عار)

حب راحت

عورتوں کی بیماری

یہ بات درست ہے۔ کہ جب تک ایام ماہواری بے قاعدہ ہوں۔ اولاد کا ہونا مشکل ہے۔ ہزاروں مستورات آئے دن اسی مشکل میں رہتی ہیں۔ کہ حیض کے دنوں میں بے قاعدگی ایام سے کم یا زیادہ دنوں میں حیض آتا ہے اور وہ بھی تھوڑا یا زیادہ آتا ہے۔ جی متلانا۔ تمام بدن میں تکلیف ہونا۔ سر چکرانا۔ پھوڑے پھنسی۔ خرابی خون۔ حمل کا نہ ٹھہرنا۔ ان تکالیف سے بچنے کیلئے ہماری تیار کردہ "حب راحت" استعمال کریں۔ انشاء اللہ ایام ماہواری کی تکلیف سے نجات ہوگی۔ قیمت: دوائی "حب راحت" ایک ماہ (عہ)

طاقت کی بےنظیر گولیاں

"حب رحمانی" رجسٹرڈ

یہ گولیاں عجائبات طب سے ہیں۔ اور اپنے اندر بے انداز برقی اثر رکھتی ہیں طالبان صحت و تندرستی کیلئے انکا استعمال ازبس ضروری اور لابدی ہے "حب رحمانی" کشتہ سونا۔ کشتہ چاندی۔ کشتہ فولاد۔ موتی۔ زعفران۔ جدوار اور مشک سے مرکب ہے۔ قوت کیسی ہی کمزور پڑ گئی ہو۔ پٹھے اپنے کام سے جواب دے چکے ہوں۔ اور آرام و راحت کا مقابلہ تلخ زندگی سے ہو۔ ایسی حالت میں انشاء اللہ صرف "حب رحمانی" ہی ساتھ دیگی۔ حرارت غریزی کمزور ہو کر تمام بدن پر پژمردگی چھائی ہوئی ہو۔ اور کمزوری دل نے نیم جان بنا دیا ہو۔ تو ایسی حالت میں بالخصوص "حب رحمانی" ہی مفید ہوگی۔ غرض تمام جسم اور خصوصاً اعضائے رئیسہ کو قوت دیکر از سر نو تازگی پیدا کر دیگی۔ ان گولیوں کے فوائد عجیبہ اور اثرات غریبہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ صرف اس قدر بس ہے۔ کہ یہ بے نظیر و نایاب تحفہ جسمانی مریضوں کے لئے آب حیات سے بڑھکر زندگی بخش ہے۔

قیمت "حب رحمانی" ایک ماہ چھ روپے (للعہ ر)

حب مقوی اعصاب

فولاد کی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد۔ ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ یہ گولیاں خون پیدا کرنے چست و توانا بنانے رنگ سرخ کرنے اور دماغ کے لئے خاص علاج ہیں۔

قیمت پچیس گولیاں ایک روپیہ۔

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہو۔ یا بچے مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا اور اطباء اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا گولیاں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ آپ کی یہ گولیاں بہت ہی مقبول مجرب اور مشہور ہیں۔ اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ توانا تندرست اور اٹھرا کے تمام اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے آخر مہینے تک قریباً ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا۔

تریاق زعفرانی

تریاق زعفرانی خدا کے فضل سے امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ اعضائے رئیسہ خواہ کیسے ہی کمزور ہوں۔ رعشہ کی شکایت ہو۔ معدہ کمزور ہو۔ دل دھڑکتا ہو۔ کمزوری جگر کی وجہ سے بدن میں خون کم ہو۔ رنگ زرد ہو۔ سر چکراتا ہو۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہو۔ طاقت کمزور پڑ گئی ہو۔ وغیرہ غرض امراض مندرجہ بالا نے زندگی دوبھر کر دی ہو۔ اور نشاط کو بے لطف کر دیا ہو۔ تو تریاق زعفرانی کا استعمال انشاء اللہ تعالیٰ نہایت مفید اور آرام پہونچانے کا موجب ہوگا۔

قیمت فی ڈبیہ (عگ)

خدا کی نعمت

نرینہ اولاد

۱۹۱۰ء میں خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نورالدین صاحب نے میری شادی کرائی بعد ازیں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ مولوی صاحب تمام مخلوق کے لئے رحمت تھے۔ آپ میرے ساتھ بھی مہربانی فرماتے۔ کیونکہ ۱۹۰۹ء سے میں نے آپکے پاس رہنا شروع کیا تھا۔ آپ مجھے پڑھاتے۔ اور شفقت فرماتے رہے۔ ایک روز طب کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا۔ میاں تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ بیماری ہے۔ یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو۔ خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ عجیب علاج ہے۔ میں نے خیال نہ کیا۔ پھر میرے گھر تیسری لڑکی تولد ہوئی۔ تب میں نے آپکی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی۔ اسکے استعمال کے بعد خدا کے فضل سے تین لڑکے ہوئے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کو یہ دوائی کھلائی۔ انکے ہاں بھی اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی۔ جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو۔ یہ دوائی منگا کر استعمال کریں۔ خدا کے فضل سے اولاد نرینہ ہوگی۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے (لعہ ر)

پتہ:۔ عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان (پنجاب)

طاقت کی بے نظیر دوا

کناری رونس:- کناری رونس نہایت بیش قیمت کشتوں اور قیمتی ادویات سے مرکب دوائی ہے۔ سردی اور گرمی میں یکساں استعمال ہو سکتی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے۔ رنگ نکھارتی ہے۔ دل کو فرحت بخشتی ہے۔ جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ کھانا ہضم کرتی ہے۔ تمام قسم کی مردانہ کمزوریوں کا بے نظیر علاج ہے۔ عورتوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ایام میں درد۔ کثرت یا قلت حیض۔ حمل نہ ٹھہرنا۔ یا اسقاط ہو جانا۔ بچے کا کمزور پیدا ہونا۔ سب امراض کے لئے فائدہ بخش ہے۔ افسردگی خفقان وہم۔ کام سے نفرت۔ ان سب تکلیفوں کا علاج ہے۔ اس کے استعمال سے عورتوں کا دودھ بڑھتا ہے۔ اور بچہ مضبوط پیدا ہوتا ہے۔ پرانے نزلہ اور بخار کے لئے نہایت مفید ہے۔ تھکان کو دور کرتی ہے۔ بینائی کو طاقت دیتی ہے۔ قیمت باوجود ان سب خوبیوں کے عہ فی شیشی۔ علاوہ محصول ڈاک۔ تین شیشی لعہ۔ چھ شیشی عہ ۔

سرمہ نورانی:- آنکھوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ککرے۔ بصارت کی کمزوری۔ آنکھوں کی سرخی۔ دھند جالا۔ شب کوری۔ ناخنہ۔ زخم۔ پانی کا بہنا۔ سب امراض میں مفید ہے۔ قیمت عہ فی تولہ۔

دلکشا سنون:- دانتوں کی صفائی۔ مسوڑوں کی مضبوطی۔ خون کو روکنے۔ منہ کی بدبو۔ اور دانتوں کے ہلنے۔ اور ان کے کیڑوں کے دور کرنے کے لئے اور درد دندان کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

دلکشا ہیر آئل:- بالوں کا خیال نہ صرف عورتوں کے لئے ہی ضروری ہے۔ بلکہ مردوں کے لئے بھی۔ دلکشا ہیر آئل نہ صرف بالوں کو خوبصورت۔ ملائم۔ مضبوط اور لمبا کرتا ہے۔ بلکہ بفہ یعنی سکری کا بھی علاج ہے۔ پس عورت اور مرد اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت فی شیشی عہ اور تین شیشی عہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔

دلکشا عطر:- ہمارے کارخانے میں ہر قسم کے عطر نئے طریق پر تیار کئے جاتے ہیں۔ ان عطروں کے بنانے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ عطر کی خوشبو پھولوں کے مشابہ رہے۔ ڈیڑھ روپیہ تولہ سے لیکر (آٹھ روپے تولہ تک) ہر قسم کے عطر مل سکتے ہیں۔ آرڈر بھیجکر خود ہی ہمارے عطروں کا تجربہ کرلیں۔
فہرست دو پیسے کا ٹکٹ آنے پر بھیجی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ
مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان

صرف ایک دفعہ تین سو روپیہ لاگت لگا کر
ایک سو روپیہ ماہوار منافعہ حاصل کیجئے

ہمارا آہنی خراس (بیل چکی) لگا کر چھ روپے روزانہ آمدنی اور خرچ نکال کر خالص منافعہ یکصد روپیہ ماہوار رہیگا۔ خراس کے حالات اور تخمینہ و دیگر مشینری کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمایئے۔
ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز۔ بٹالہ (پنجاب)

الفضل کے خاص نمبر کے لئے اپنے اشتہار جلد معہ اجرت مقررہ بھجوائیں (مینیجر)

سرمہ نور (رجسٹرڈ)
فی تولہ عہ
نصف تولہ ۱ شیشی
اگر مفید نہ ہو تو ہفتہ کے اندر واپس کر دیں
دو روپیہ کا مال منگوانے پر ڈاک خرچ معاف

ہم خدا کے فضل سے نقال نہیں ہیں اور نہ ہمیں نقل کی ضرورت ہے۔ ہمارا سرمہ سرمہ نور کے نام سے عرصہ ۳۰ سال سے آنکھوں کو بینائی دے رہا ہے اور متعدد بار کے تجربہ اور ہزار ہا شہادتوں نے پبلک سے اسم باسمیٰ سرمہ نور کا خطاب حاصل کیا ہوا ہے۔ قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ حضرت خلیفۃ اول رضی کا سرمہ نور یہی ہے جو دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ سرخی ضعف بصر۔ ناخنہ۔ ککرے۔ خارش۔ پانی بہنا۔ اندھراتا۔ کوہانجنی۔ ابتدائی موتیا بند۔ پربال وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔

سنیاسی ٹوٹکہ

بواسیر خونی یا بادی ہو۔ مسے خواہ کسقدر تکلیف دیتے ہوں۔ خون بیرون جاتا ہو چند دنوں میں ہر قسم کی بواسیر بغیر تکلیف کے جڑ سے دور ہو کر بفضل خدا
شرطیہ دائمی نجات حاصل ہو جاتی ہے!
قیمت دو روپے۔ علاوہ محصولڈاک

کمزوری۔ ناطاقتی۔ اور کہنہ امراض کے بیشمار مایوس مریض بذریعہ خط وکتابت ہمارے باقاعدہ علاج سے دوبارہ تندرستی اور
جوانی کا منہ دیکھ رہے ہیں
جواب کے لئے ٹکٹ آنے چاہئیں!

ملنے کا پتہ **شفاخانہ رفیق حیات قادیان** (پنجاب)

میں آپ کی کتاب پڑھکر انگریزی میں اچھے نمبروں سے پاس ہوگیا

جناب ایم عبداللہ صاحب مقام پلامنچلی مدراس سے لکھتے ہیں۔ "آپکی کتاب جدید انگلش ٹیچر کے پڑھنے سے میں سینیر سکول لیونگ سرٹیفکیٹ کے امتحان میں اچھے نمبروں سے پاس ہوگیا ہوں جس کے لئے میں آپ کا بہت ہی احسانمند ہوں۔ واقعی آپکی کتاب سونے میں تولکر بیچنے کے قابل ہے"

جناب دفعدار منشی لعل صاحب شر ماچھاؤنی کوئٹہ "جدید انگلش ٹیچر (مصنفہ ماسٹر صدیق الحسن خان) کی جیسی تعریف سنی تھی۔ ویسی ہی نکلی۔ اس سے بڑھکر انگریزی سکھانے والی کتاب اور کوئی نہیں ہے۔ اس کی قیمت تو ایک ہی صفحہ کے پڑھنے سے وصول ہو جاتی ہے اور باقی کتاب مفت میں رہ جاتی ہے"

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔
اگر ایک لایق استاد کی طرح اور بہت جلد اور نہایت آسانی سے انگریزی نہ سکھائے تو کل قیمت واپس منگوالیں۔
قمر برادرز (الف) شملہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— ۴ر اکتوبر کو آٹھ بجے صبح خان بہادر عبد العزیز صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ او۔ بی۔ آئی سپرنٹنڈنٹ خفیہ پولیس پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ خان صاحب بہادر تو بال بال بچ گئے۔ لیکن ان کا اردلی اور ڈرائیور مجروح ہو گئے۔ آپ اپنے ایک دوست کی موٹر پر سیر کو گئے۔ واپس آتے ہوئے نہر کے کنارے کچی سڑک پر گذر رہے تھے۔ کہ موٹر کی پچھلی طرف سے ایک گولی کی آواز آئی۔ جس سے ٹائر پھٹ گیا۔ ڈرائیور نے گاڑی ٹھیرا لی۔ اور نیچے اترنے لگا۔ لیکن تڑا تڑ فائر شروع ہو گئے۔ بیس پچیس گولیاں چلیں۔ خان بہادر نے اپنا آٹومیٹک پستول نکالا۔ وہ اگرچہ بھرا ہوا تھا۔ لیکن اس نے کام نہ دیا۔ اس پر آپ فوراً موٹر سے اتر آئے۔ اور پستول چلانے کی دوبارہ کوشش کرنے لگے۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد گولیاں بھی بند ہو گئیں۔ اور حملہ آور بھاگ کھڑے ہوئے۔ نزدیک ہی سے دس پندرہ سوار جا رہے تھے۔ جو ذی حیثیت آدمی معلوم ہوتے تھے۔ آپ نے انہیں امداد کے لئے بلایا۔ اور کہا۔ کہ حملہ آوروں کا تعاقب کرو۔ لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

—— رڑکی سے اطلاع آئی ہے۔ کہ کانگریسی رضاکاروں کے ایک اجتماع کثیر اور پولیس میں تصادم ہو جانے سے دو پولیس کانسٹبل اور دیگرہ ۲ اشخاص مجروح ہوئے کہا جاتا ہے۔ کہ کانگریسیوں نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی کوشش کی۔

—— راج شاہی میں ۳ر اکتوبر کو سیاسی قیدیوں کے مطالبات کی وجہ سے مقامی سنٹرل جیل میں ہنگامہ شروع ہو گیا۔ داروغہ پر سی کلاس کے قیدیوں نے حملہ کر دیا۔ اور حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر طاقت اور تشدد کا استعمال کیا گیا چنانچہ ۸ قیدیوں کو چوٹیں آئیں۔ تمام سیاسی قیدیوں نے انکی ہمدردی میں بھوک ہڑتال کر دی۔

—— تملوک میں ۴ر اکتوبر کو ڈپٹی مجسٹریٹ ضلع مدناپور ایک پولیس پارٹی کی معیت میں موضع چوکھونڈ کو اس غرض سے گیا۔ کہ مقدمہ آتشزدگی کے چند مشتبہ ملزموں کو گرفتار کرے۔ گاؤں میں کانگریسی رضاکاروں اور عوام کا ایک مجمع کثیر جمع تھا۔ جس نے پولیس پر پتھر برسانے شروع کئے۔ پانچ کانسٹبل مجروح ہوئے۔ ہجوم کو منتشر ہونے کا حکم دیا گیا لیکن وہ بدستور جارحانہ کارروائی پر آمادہ رہا۔ تین فائر کئے گئے۔ لیکن کوئی مجروح نہیں ہوا۔

—— مدراس سے ۴ر اکتوبر کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ جمعرات کو کچی پلیام میں ہندو مسلمانوں میں تصادم ہو گیا۔ چنانچہ ۱۶ ہندو اور ۵ مسلمان زخمی ہوئے۔ یہ فساد ہندو مسلمان لڑکوں کی وجہ سے شروع ہوا۔ جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ ان میں جھگڑا ہو گیا۔ پانچ ہندو اور سات مسلمان گرفتار کر لئے گئے۔

—— کٹنی کی ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ جب پولیس تعزیری ٹیکس وصول کر رہی تھی۔ تو وہاں کے بعض اشخاص نے پولیس کے کپڑا چھیننے میں مزاحمت کی۔ جس سے پولیس اور لوگوں کے درمیان تصادم ہو گیا۔ پولیس نے لاٹھیاں برسانی شروع کر دیں۔ چند اشخاص خفیف طور پر مجروح ہوئے۔

—— ۴ر اکتوبر کو دہلی کے چاندنی چوک میں آگ لگ گئی۔ آتشزدگی نے پانچ دوکانوں کو جلا کر بھسم کر دیا۔ چار اور دکانوں کے مال و اسباب کو جزوی طور سے نقصان پہونچا۔ فائر بریگیڈ جلدی سے موقع پر پہونچ گیا۔ اور آگ پر قابو پا لیا گیا۔ تین لاکھ روپیہ کے نقصان کا اندازہ کیا گیا ہے۔

—— الہ آباد سے ۵ر اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ گذشتہ شب بم پھٹنے کا پُراسرار حادثہ رونما ہوا۔ اور آس پاس کے بعض اشخاص خفیف طور پر مجروح ہوئے۔ حکام فوراً موقعہ پر پہونچ گئے۔ تحقیقات جاری ہے۔

—— گذشتہ سال ۱۴ر اکتوبر کو کابل فتح ہوا تھا۔ اس کے دو روز بعد نادر شاہ کی بادشاہت کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ فتح کابل کی سالگرہ اور شہریار کابل کی تخت نشینی کی تقریب تاریخ افغانستان میں یادگار رہے گی۔ عنقریب اسے پوری شان و شوکت کے ساتھ کابل میں منایا جائیگا۔

—— پشاور سے ۴ر اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ خلافتی ایک جرگہ منعقد کرنے کی کوشش میں ہیں۔ جو بمقام باغ منعقد کیا جائیگا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ چھ سو خلافتی سرحد پر ایک لشکر جمع کرنے میں معروف ہیں۔ انہوں نے آفریدی پنشن خواروں کو انتباہ کیا ہے۔ کہ وہ حکومت انگریزی کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ نہ کریں۔ جو خلافتیوں کے لئے ناقابل قبول ہو۔ ورنہ وہ ان کے مکانات کو آگ لگا کر خاکستر بنا دینگے۔

—— پاڑا چنار پوری طرح تسخیر کر لیا گیا ہے۔ چمکنی کلیتہً مطیع ہو گئے ہیں۔ خواجک خیلوں اور خانی خیلوں میں سے ہر ایک نے مطلوبہ رائفلیں جمع کرا دی ہیں۔

—— لنکاشائر کے روئی کے کارپوریشن نے اعلان کیا ہے۔ کہ چار اور روئی کے کارخانے دوبارہ کھل گئے ہیں کیونکہ اعلیٰ درجہ کے سوت کی مانگ آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے

—— سری نگر سے اطلاع آئی ہے۔ کہ ۳۰ر ستمبر کو ایک غیر مستعمل اور خشک کنویں میں فٹ بال گر پڑا۔ نوجوانوں کی ایک جماعت نے جو اس فٹ بال کی مالک تھی۔ ایک آدمی کو فٹ بال نکالنے پر آمادہ کر لیا۔ جب وہ کنویں میں اترا۔ تو نظروں سے غائب ہو گیا۔ اگرچہ فٹ بال صاف نظر آتا تھا۔ ایک اور آدمی پہلے آدمی کا پتہ لگانے کے لئے کنویں میں اتار اگیا۔ یہ شخص بھی غائب ہو گیا۔ تیسرے شخص نے کوشش کی۔ لیکن وہ جلد ہی آدھے ہی راستے سے واپس آ گیا۔ اور سخت گرمی کی شکایت کرنے لگا۔ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس کانسٹبلوں کی ایک جمعیت کے ساتھ موقع پر پہونچ گیا۔ آٹھ گھنٹے کی سخت محنت کے بعد کنویں کی تہ تک ایک سرنگ کھودی گئی۔ اور صبح کے وقت ایک رنگروٹ نے دو بدنصیب نوجوانوں کو جو فٹ بال نکالنے کے لئے کنویں میں اترے تھے۔ باہر نکال لیا۔ ان میں سے ایک انتقال کر چکا تھا۔ اور دوسرے کی حالت نازک تھی۔ جو ہسپتال میں بھیج دیا گیا۔

—— بدیشی کپڑے کا مقاطعہ کرنے میں کانگریس کی حماقت کا یہ نتیجہ نکلا ہے۔ کہ امرتسر میں پکٹنگ ہٹا لینے کے بعد ایک ہفتے کے اندر شہر میں پانچ لاکھ روپے کا کاروبار ہوا۔

—— کنگ ایڈورڈ کالج امراؤتی کے پرنسپل فریڈرک پری انڈین ڈیلی میل کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں "میں نے اپنے عہدے سے استعفا دیدیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ میں حکومت کے متشددانہ حکمت عملی کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا۔

—— قنصل جنرل افغانستان متعینہ دہلی اطلاع دیتے ہیں۔ ہز ہائی نس شہزادہ محمد طاہر خان فرزند ارجمند شہریار محمد نادر شاہ غازی ۸ر اکتوبر کو فرنٹیر میل میں بمبئی سے روانہ ہونگے۔ اور ۹ر اکتوبر کو شام کے وقت لاہور میں نزول اجلال فرمائیں گے۔

—— پیرس میں ۳ر اکتوبر کو گیر سینٹ کے نزدیک ایک پل پر دو گاڑیوں میں تصادم ہو گیا جس سے پانچ اشخاص ہلاک اور ستر مجروح ہوئے۔

—— بغداد کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ شیخ فرحان بن مشہور جو نجدی باغیوں کا ایک سرغنہ ہے۔ حجاز کو روانہ ہو گیا۔ تاکہ وہاں پہونچ کر سلطان ابن سعود کی بیعت اور اطاعت اختیار کرے۔ حکومت عراق نے اس کو مطلع کر دیا ہے۔ کہ شاہ حجاز نے اس کو معافی عطا کر دی ہے۔

—— علی گڑھ ۳ر اکتوبر۔ صوبہ متحدہ کی سفارش پر حکومت ہند نے مسلم یونیورسٹی کے لئے ۳ لاکھ روپیہ سالانہ کی گرانٹ منظور کر لی ہے۔ جس میں سے نصف روپیہ پہلی قسط کے طور پر اسے دیدیا گیا ہے۔

—— لاہور۔ ۴ر اکتوبر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ پہلے یہ سنا گیا تھا۔ کہ مقدمہ سازش لاہور کا فیصلہ ۳ر اکتوبر کو سنایا جائیگا۔ لیکن اب اسے ۸ر اکتوبر کے دن پر ملتوی کر دیا گیا ہے۔

(رحمت الرحمٰن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)